سوال:

امام حسن مجتبی (ع) نے معاویہ کے ساتھ صلح کیوں کی اور حکومت اسکے حوالے کیوں کردی؟

جواب:

اہل سنت کو یہ ثابت کرنے کے لیے، کہ امام حسن (ع) نے امامت کو معاویہ کے حوالے کیا تھا، چار مطالب کے واضح کرنے کی ضرورت ہے:

۱۔ انکو حتمی طور پر یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ امام حسن نے حقیقی طور پر اور تہہ دل سے مکمل رضایت کے ساتھ معاویہ کی بیعت کی تھی، نہ کہ مجبوری کی حالت میں فقط ایک ظاہری بیعت۔

۲-انکو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ حضرت امام حسن معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئے تھے۔

۳-انکو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ امام حسن نے اپنے اختیار سے معاویہ کی بیعت کی تھی،اوران پر کسی قسم کا دباؤ

اور جبر نہیں تھا۔

۴-اگر بیعت امام حسن علیہ السلام کی کچھ شرائط تھیں،تو کیا معاویہ نے ان شرائط پر عمل بھی کیا تھا؟

رسول خدا(ص) کی شہادت کے بعد ہونے والے واقعات کی روشنی میں اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھنے والے

بابصیرت انسان جانتے ہیں کہ اہل سنت ہر گزان چاروں مطالب کو ثابت نہیں کر سکتے۔

صُلح امام حسن (ع)،اس قرارداد کو کہا جاتا ہے کہ جو شیعوں کے دوسرے امام،امام حسن (ع)اور معاویۃ بن ابی

سفیان کے درمیان سن ۴۱ ہجری کو منعقد ہوئی۔یہ صلح نامہ ایک ایسی جنگ کے بعد منعقد ہوا کہ جو معاویہ کی

زیادہ خواہی اوراس کی طرف سے امام حسن (ع) کی بعنوان خلیفہ مسلمین بیعت سے انکار کے نتیجے میں شروع

ہوئی تھی۔اس صلح کے مختلف عوامل واسباب ہیں جن میں سے امام حسن (ع) کے بعض کمانڈروں کی امام (ع)

سے خیانت، حفظ مصلحت مسلمین، شیعوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اور خوارج کا اسلام کو نقصان پہچانے کا خطرہ، وہ اہم ترین عوامل میں سے ہیں کہ جن کی وجہ سے امام اس صلح نامے پر راضی ہونے پر مجبور ہوئے۔

بہر حال امام حسن (ع) کی صلح کے بارے میں چند نکات درج ذیل ہیں:

نکتہ اول:

کتب تاریخی میں لفظ بیعت کی جگہ، لفظ معاہدہ اور صلح ذکر ہوا ہے، اور واضح ہے کہ معاہدے، صلح اور بیعت میں بہت زیادہ فرق ہے:

قال يوسف [بن مازن الراسبي] : فسمعت القاسم بن محيمة يقول: ما وفي معاوية للحسن بن علي صلوات الله عليه بشيء عاهده عليه ،

یوسف راوی کہتاہے کہ میں نے قاسم ابن محیمہ کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ: معاویہ نے حسن ابن علی کے ساتھ کیے گئے معاہدے پر عمل نہیں کیا تھا۔

علل الشرائع ج١ ص ٢٠٠

في كلام له (عليه السلام) مع زيد بن وهب الجهني قال (والله لأن آخذ من معاوية عهداً أحقن به دمي وآمن به في أهلي خير من أن يقتلوني...).

حضرت امام حسن(ع) نے زید ابن وہب سے فرمایا کہ: خدا کی قسم اگر میں معاویہ سے وعدہ لے لوں کہ جسکے ذریعے سے اپنی اور اپنے اہل بیت کی جان کو محفوظ کر لوں تو یہ کام میرے قتل ہونے سے بہتر ہے۔

الاحتجاج ج٢ ص ٦٩

اسی کتاب میں حضرت نے زید ابن وہب سے ایک دوسری جگہ پر فرمایا:

(فو الله لان أسالمه...) في كلام له عليه السلام مع زيد بن وهب.

خدا کی قسم اگر اس سے صلح کر لوں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الاحتجاج ج ٢ ص ٦٩

فلما استتمت الهدنة علي ذلك سار معاوية حتي نزل بالنخيلة.

جب قرارداد صلح مکمل ہو گئی تو معاویہ نخیلہ کی طرف واپس چلا گیا۔

الارشاد للمفید ج ٢ص١٤

ان شیعہ کتب کے علاوہ دوسری کتب میں بھی امام حسن (ع) اور معاویہ (لع) کے درمیان ہونے والی قرارداد کو لفظ معاہدے، عہد اور صلح سے ذکر و یاد کیا گیا ہے، یعنی کہیں پر بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ امام حسن نے معاویہ کی بیعت کی تھی، جیسا کہ اہل سنت علماء اور عوام کہتے رہتے ہیں۔

شیعیت کی ١۴٠٠ سالہ تاریخ میں شیعہ علماء نے بھی اسی نظریئے کی تائید کی ہے۔ تاریخ اسلام کے مؤرخین نے بھی جب سن ۴١ ہجری کے واقعات ذکر کیے ہیں، تو لفظ صلح الحسن لکھا ہے نہ کہ بیعۃ الحسن۔

نکتہ دوم:

دنیاوی حکومت اور الہی امامت میں فرق بہت واضح ہے۔دنیاوی حکومت اور سیاست کا حال تو بہت ہی محسوس اور واضح ہے، جبکہ امامت الہی یعنی خداوند خود انسانیت کی ہدایت اور نجات کے لیے ایک معصوم انسان کو خود نبی یا امام بنا کر بھیجتا ہے۔ایسا گناہ اور خطا سے پاک انسان صرف خداوند کی خوشنودی کے لیے اسکی مخلوق کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

دنیاوی حکومت اور امامت الہی کے معنی و مفہوم کو نظر میں رکھتے ہوئے،بطور فرض قبول بھی کر لیں کہ امام حسن نے اسلام کی مصلحت اور مجبوری کی حالت میں حکومت دنیوی معاویہ کو دے بھی دی تھی تو،اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے کہ انھوں نے مقام امامت الہی سے کنارہ کشی کر لی ہو،اس لیے کہ امام حسن تو خود کو اس منصب الہی سے عزل یا کسی دوسرے کو نہیں دے سکتے تھے، کیونکہ یہ مقام، منصب الہی ہے اور وہ ہی مقدس ذات جسکو اہل اور قابل دیکھتی ہے، یہ مقام عطا کر دیتی ہے۔

اسکے علاوہ معاویہ اپنے خاندانی پس منظر کے لحاظ سے بھی، منصب الہی پر فائز ہونے کے بالکل قابل نہیں تھا، کہ جسکی ماں ہند ایک نمبر کی بدکار عورت تھی، اس کا باپ ابو سفیان ایک نمبر کا اسلام اور رسول خدا (ص) کا سر سخت دشمن تھا، جسکی دلی آرزو اسلام کی نابودی اور رسول خدا کو قتل کرنا تھا۔ خود معاویہ شراب خوار، بتوں کی خرید و فروش کرنے والا، زناکار، صحابہ کا قاتل، امیر المؤمنین علی (ع) پر سبّ و شتم کی بدعت کی بنیاد رکھنے والا، یزید جیسے شرابی و زانی کا باپ اور رسول خدا اور انکے اہل بیت سے حسد و بغض و دشمنی رکھنے والا انسان تو ہر گز ہر گز معصوم اور منصب الہی پر فائز ہونے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ ایسا انسان فقط مکر و فریب و دھوکے سے دنیوی حکومت کو ہی زبردستی غصب و چھین سکتا ہے۔

وہ روایت معروف کہ جس نے اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے وہ:

الحسن والحسين امامان قاما أو قعدا ،

حسن اور حسین ہر دو امام ہیں، ہر دو قیام کریں یا ہر دو قیام نہ کریں۔

علل الشرائع ج ١ ص ٢١١

نکتہ سوم:

اگر امام حسن کے بیعت کرنے والے فرض کو قبول کریں، تو شیعہ اور اہل سنت کی تاریخی کتب کے مطابق یہ بیعت اجباری اور مجبوری کی حالت میں کی گئی تھی۔ لہذا بیعت اجباری سے معاویہ کی خلافت کو ہرگز قانونی اور شرعی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

جیسے انسان بہت ہی مجبوری کی حالت میں شراب پینے پر مجبور ہو جائے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ شراب کا پینا حلال اور شرعی بھی ہے۔ معاویہ غاصب کی خلافت بھی ایسے ہی تھی۔ جیسے روایت میں ذکر ہوا ہے کہ:

في كلام له (عليه السلام) مع زيد بن وهب الجهني قال (والله لأن آخذ من معاوية عهداً أحقن به دمي وآمن به في أهلي خير من أن يقتلوني...).

حضرت امام حسن (ع) نے زید ابن وہب سے فرمایا کہ: خدا کی قسم اگر میں معاویہ سے وعدہ لے لوں کہ جسکے ذریعے سے اپنی اور اپنے اہل بیت کی جان کو محفوظ کر لوں تو یہ کام میرے قتل ہونے سے بہتر ہے۔

الاحتجاج ج٢ ص ٦٩

یہ روایت اور اسی طرح کے معنی و مفہوم کی دوسری بہت سی روایات امام حسن کے اس دور کے سخت حالات کی صورتحال کو جاننے کے لیے کافی ہیں۔ معاویہ اور اسکے درباریوں نے اسلام، رسول خدا اور انکے اہل بیت کی دشمنی میں یہ حالات پیدا کر دیئے تھے کہ رسول اسلام کے بیٹے کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہونے لگا تھا۔امام نے بھی اسی صورتحال کے پیش نظر اپنی اور اپنے تمام شیعوں کی جان کو محفوظ کرنے کے لیے، معاویہ جیسے خیانت اور جنایت کار انسان سے صلح کر لی تھی۔

الاحتجاج ج٢ ص ٦٩ الرقم ١٥٨

تذكرة الخواص ،

الكامل في التاريخ ج ٣ / سنة ٤١،

تاريخ الاسلام للذهبي / عهد معاوية سنة ٤١

اوراسی طرح روایات میں ذکر ہواہے کہ اگر یہ صلح وجود میں نہ آتی توروئے زمین پر کوئی بھی شیعہ زندہ باقی نہ رہتا۔

علل الشرائع ج١ ص ٢٠٠

اوراسی طرح خودامام حسن نےاپنےکلام میں اپنی اس صلح کورسول خداکی کفارکے ساتھ صلح کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ رسول خدانے حفظ اسلام کے لیےاس صلح کوانجام دیاتھا:

في كلام يخاطب به أبا سعيد فيقول له: علة مصالحتي لمعاوية علة مصالحة رسول الله صلي الله عليه وآله لبني ضمرة وبني أشجع، ولأهل مكة حين انصرف من الحديبية.

میری معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کا سبب، وہی رسول خداکی بنی ضمرہ، بنی اشجع اور حدیبیہ کے مقام پر کفارمکہ کے ساتھ صلح کرنے والا سبب ہے۔

علل الشرائع ج ١ ص ٢٠٠

یعنی جیسے رسول خدا(ص)نے اسلام اور مسلمانوں کی جان کی حفاظت کے لیے مجبور ہو کر کفار سے صلح کی تھی

اور اس صلح کا نتیجہ بھی فتح مکہ کی صورت میں مسلمانوں کو نصیب ہوا،اسی طرح امام حسن(ع)نے بھی اسلام،

اپنی جان اور اپنے شیعوں کی جان کی حفاظت کے لیے مجبور ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی معاویہ سے صلح کی تھی اور

اس صلح کا ہی نتیجہ ہے کہ آج 1400 سال گزرنے کے بعد بھی دنیا امیر المؤمنین علی(ع)کے شیعوں سے

بھری ہوئی ہے۔اسی لیے آج کے شیعہ علوی اور حسینی ہونے سے پہلے، حسنی ہیں۔

نکتہ چہارم:

تاریخ اسلام کے ساتھ خیانت اور مظالم میں سے ایک ظلم یہ ہے کہ امام حسن اور معاویہ کے درمیان ہونے والی

صلح کی شرائط کو دقیق طور پر ذکر نہیں کیا گیا، لیکن پھر بھی کتب تاریخ سے چند مہم شرائط کو اکٹھا کیا گیا ہے:

1-معاویہ اپنے آپکو امیر المومنین نہیں کہے گا۔

علل الشرايع ج١ ص ٢٠٠

2-شہادت(گواہی)اسکے پاس واقع نہیں ہو گی،یعنی وہ قاضی شرعی نہیں ہو گا۔

علل الشرايع ج١ ص ٢٠٠

3-شیعیان علی(ع)کو سزا و غیرہ دینے کا معاویہ کو کوئی اختیار نہیں ہو گا۔

علل الشرايع ج١ ص ٢٠٠

4-معاویہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے شہداء کی اولاد میں دس لاکھ درہم تقسیم کرے گا۔

علل الشرايع ج١ ص٢٠٠،

الكامل في التاريخ ج ٣/ سنة ٤١

5-معاویہ لعین امیر مؤمنین علی علیہ السلام پر سبّ و شتم نہیں کرے گا۔

الكامل في التاريخ ج٣ / سنة ٤١

سير أعلام النبلاء للذهبي ج٣ص ٢٦٤

تهذیب ابن عساکر ٤ص٢٢٢

تاریخ کے سینے پر ثبت ہے کہ معاویہ نے بالکل ان تمام شرائط پر عمل نہیں کیا تھا:

الكامل في التاريخ ج ٣ / سنة ٤١

علل الشرائع ج١ ص ٢٠٠

اس تفصیل اور تحقیق کی روشنی میں صلح امام حسن (ع) کو انکے مقام امامت سے کنارہ کشی نہیں کہا جا سکتا، حتی اس صلح سے امام حسن (ع) کے معاویہ کو شرعی اور قانونی طور خلافت دینے کو بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اسکے علاوہ بھی معاویہ بنی امیہ سے ہے اور رسول خدا (ص) سے نقل شدہ صحیح حدیث کے مطابق بنی امیہ پر خلافت حرام ہے۔ خود معاویہ قوم کے لحاظ سے بھی بالکل حاکم اور خلیفہ نہیں بن سکتا، اس لیے معاویہ نہ مہاجرین میں سے تھا اور نہ ہی انصار میں سے تھا، بلکہ وہ طلقاء میں سے تھا کہ اسکو خلافت سے کیا کام تھا۔

التماس دعا۔۔۔۔۔